

Al-Mīthāq

(Research Journal of Islamic Theology)

Published by: HIRA *Institute of Social Sciences Research & Development*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 04, October - December 2026, PP 266-278
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article Timeline:	*Received:* 02-10-2026	*Accepted:* 15-11-2026	*Published:* 18-11-2026

Disclaimer:
Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in *"Al-Mīthāq"* are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.

مکتوباتِ مشائخِ برصغیر میں تربیتِ سلوک، تزکیۂ نفس اور منہجِ احسان:
منتخب مشائخ کے مکتوبات کا تجزیاتی مطالعہ

Spiritual Training, Self-Purification, and the Methodology of Iḥsān in the Epistles of Sufi Masters of the Subcontinent:
An Analytical Study

Muhammad Rafiq [1] *Dr. Nadia Alam* [2]

Abstract

This research paper presents an analytical study of the epistolary literature (maktu'bat) of prominent Ṣūfī scholars (Mashāikh) of the Subcontinent during the 13th and 14th centuries AH. The primary focus rests on the intellectual and practical dimensions of spiritual training (Tarbiya-e-Sulūk), self-purification (Tazkiya-e-Nafs), and the methodology of spiritual excellence (Manhaj-e-Iḥsān). The 13th and 14th centuries AH marked an era of political decline, intellectual confusion, and colonial oppression for Muslims in the Subcontinent. Under these distressing circumstances, the Mashāikhs utilized letters as a powerful medium for moral reform and spiritual guidance. Drawing upon selected letters of Shāh Ghulām Alī Dehlavī, Shāh Abdul Azīz Muhaddith Dehlavi, Hazrat Ghulam Nabi Lillahi, Imam Ahmad Raza Khan Barelvī, Khawāja Muhammad Abdul Raḥmān Chhohrwī, Pīr Syed Meher Alī Shāh Golrawī, and Muftī Mazharullah Dehlavī, this study examines internal reformation, remembrance of God (Dhikr and Murāqaba), repentance, contentment with Divine Will (Taslīm-o-Razā), moral virtues, and the intrinsic connection between Islamic Law (Sharī'ah) and the spiritual path (Ṭarīqah).

[1]***Corresponding Author***, *PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore.* *rafiqmadni2526@gmail.com*

[2] *Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore.* *nadia.alam@giu.edu.pk*

The research demonstrates that the letters of these Ṣūfī scholars not only facilitated individual self-purification but also played a pivotal role in establishing the supremacy of the Sharī'ah and shaping an active, balanced Islamic society through the framework of Iḥsān.

Keywords

Sharī'ah, Iḥsān, Ṣūfī Scholars, Subcontinent, Spiritual Guidance, Epistolary Literature

تعارف

اسلامی تعلیمات میں انسان کی حقیقی کامیابی کا تعلق صرف ظاہری اعمال سے نہیں بلکہ دل کی پاکیزگی، نیت کی درستگی اور اخلاق و کردار کی اصلاح سے ہے۔ تاریخِ اسلام میں دعوت و ارشاد اور اصلاحِ احوال کے لیے مختلف ذرائع اختیار کیے گئے، جن میں فنِ خط نویسی (مکتوبات) کو ایک نمایاں اور اثر انگیز مقام حاصل رہا ہے۔ مکتوب نگاری دراصل تحریری صورت میں گفتگو کا نام ہے، جس کے ذریعے مکتوب نگار اپنے مخاطب کے حالات، نفسیاتی گرہوں اور روحانی کیفیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بے ساختہ اور مؤثر انداز میں ہدایت فراہم کرتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی مکتوبات کی ایسی امثلہ موجود ہیں جو انبیاء کرام وغیرہم نے تحریر کرا کر مختلف افراد کو ارسال فرمائے چنانچہ قرآن کی ایسی امثلہ سے مکتوبات کی افادیت و اہمیت کا گراف بہت بڑھ جاتا ہے مثلاً سورۃ نمل میں اللہ تعالی نے ذکر فرمایا کہ جب ہدہد پرندے نے ملکہ سبا کے احوال سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو متنبہ کیا تو انہوں نے ملکہ سبا کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے مکتوب لکھا اور اسے بواسطہ ہدہد ملکہ سبا کیطرف ارسال فرمایا اور ہدہد سے ارشاد فرمایا:

اِذْهَب بِكِتَابِي هٰذَا فَأَلْقِه إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَا ذَا يَرْجِعُونَ[1]

میرا یہ فرمان لے جا کر ان پر ڈال، پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک حیاتِ طیبہ میں بے شمار مکتوبات تحریر کرائے اور اس کا باقاعدہ سلسلہ صلح حدیبیہ کے بعد شروع ہوا جب نبی کریم ﷺ معاہدہ صلح حدیبیہ سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے تو پہلی مرتبہ باقاعدہ طور پر مکتوبات تحریر کرا کر مختلف ممالک کے سلاطین کی طرف روانہ فرمائے اور ان مکتوبات کے ذریعے انہیں اسلام کی دعوت دی۔

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ برصغیر میں اسلام کی ترویج و اشاعت میں اولیاء کرام اور مشائخ عظام کا عظیم کردار رہا ہے۔ مشائخِ برصغیر نے اپنی زندگیوں کو اسلام کیلئے وقف کر رکھا تھا اور ان کی دعوت سے لاتعداد لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ چنانچہ اگر ان کے دعوتی مناہج اور دعوتی طرزِ عمل پر نگاہ دوڑائی جائے تو یہ بات واضح طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ ان کے دعوتی مناہج میں ایک منہج مکتوبات کا بھی ہے۔ کئی دعوتی مکتوبات کے ذریعے سے لوگوں کو نہ صرف اسلام کی دعوت دی بلکہ لاتعداد لوگوں کے اصلاحِ نفس پر بھی بخوبی کام کیا۔ ان مشائخ کے کئی ایک مکتوبات آج بھی مطبوعہ و غیر مطبوعہ دونوں صورتوں میں مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ان مکتوبات نے نہ صرف اس دور کے ہر طبقہ کے لوگوں کی اصلاح کی بلکہ آج بھی افرادِ امت کی اصلاح کا سامان ہیں۔ خاص طور پر تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری کے نامور مشائخ نے بدلتے ہوئے سیاسی، علمی اور سماجی حالات کے تناظر میں مکتوبات کے ذریعے افرادِ امت کی اصلاح کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔ جب کسی طالب کا مرشدِ کامل کی مجلس میں بالمشافہ حاضر ہونا ممکن نہ ہوتا، تو مکتوبات باطنی سلوک، حلِ مشکلات اور منازلِ سلوک طے کرنے کا قوی ترین ذریعہ بن جاتے تھے۔

اہمیتِ موضوع و مسئلہ تحقیق

تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری (19ویں اور 20ویں صدی عیسوی) کا دور برصغیر میں سیاسی طور پر مسلم اقتدار کے

زوال اور برطانوی استعمار کے تسلط کا دور تھا۔ اس دور میں جہاں فکری ارتداد، نیچریت اور مغربیت کے اثرات بڑھ رہے تھے، وہیں خانقاہی نظام میں بھی بعض مقامات پر غیر شرعی رسومات اور جمود داخل ہو چکا تھا۔ ایسی صورتِ حال میں یہ سوال علمی و تحقیقی اہمیت کا حامل ہے کہ مشائخِ برصغیر نے اپنے مکتوبات میں:

- تربیتِ سلوک اور ذکر و فکر کا کیا نظام وضع فرمایا؟
- تزکیۂ نفس کے لیے اخلاقی امراض کا علاج کس طرح کیا؟
- منہجِ احسان کو شریعت و اتباعِ سنت کے ساتھ کس طرح مربوط رکھا؟

اس تحقیقی خلاء کو پر کرنے کے لیے زیرِ نظر مقالے میں تیرہویں و چودھویں صدی ہجری کے منتخب مشائخ کے مکاتیب کا متون کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

منہجِ تحقیق

اس تحقیق میں استخراجی، تجزیاتی اور تحقیقی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ تحقیق کی بنیاد، بنیادی مصادر یعنی مشائخِ برصغیر کے اصلی مکتوباتی مجموعوں (مثلاً: مکاتیبِ شریفہ، مکتوباتِ امام احمد رضا، مکتوباتِ رحمانیہ، المکتوبات الطیبات، مکاتیبِ مظہری وغیرہ) کے متون پر رکھی گئی ہے۔ متون کا مطالعہ کرتے ہوئے کلامی، فقہی اور صوفیانہ شواہد سے نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔

مبحثِ اوّل: تربیتِ سلوک اور تصفیۂ قلب کے مناہج

مشائخِ برصغیر کے مکتوبات کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ باطنی سلوک اور ارتکازِ توجہ کا بنیادی ذریعہ ذکر، مراقبہ اور حضورِ قلب ہے۔

1: دوامِ ذکر اور پاسِ انفاس

شاہ غلام علی دہلوی اپنے مکتوبات میں سالکین کو مسلسل تاکید فرماتے ہیں کہ اپنے تمام اوقات کو ذکر و فکر سے معمور رکھیں۔ ایک مرتبہ اپنے ایک مرید میاں قمر الدینؒ پشاوری کو قربِ الٰہی کے حصول کے لئے خلوت اختیار کر کے ذکرِ الٰہی کرنے اور ذکر کے مختلف طریقوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

> در خلوتی نشستہ و در بہ روی ھمہ کس بستہ، بہ پرداختِ نسبتِ باطنِ خود بہ کمالِ جھد در این مراقبات [مشغول باشد]؛ گاھی ذکرِ تھلیل بہ لحاظِ این معنی، گاھی تلاوت بہ کمالِ توجہ الی المقصود، گاھی درود بہ التجا بہ جنابِ پیغمبرِ خدا ﷺ و گاھی کلماتِ طیبات؛ این است اسبابِ قربِ الٰھی"[2]
>
> خلوت میں بیٹھ کر اپنی نسبت باطن میں مشغول رہیں اور ان مراقبات میں وقت لگانے کی خوب کوشش کریں کبھی ذکر اسم ذات، کبھی ذکر تہلیل، کبھی مقصود کی طرف کامل توجہ کے ساتھ تلاوت قرآن سے، کبھی رسول اللہ ﷺ پر درود پیش کر کے اور کبھی کلمات طیبات میں مصروف رہ کر۔ یہ سب اذکار قربِ الٰہی کے اسباب ہیں۔
>
> مذکورہ بالا اقتباس میں ذکر خدا و ذکر مصطفی ﷺ کرنے کی بھرپور تلقین کی گئی ہے۔

اسی طرح خواجہ محمد عبد الرحمن چھوہروی کے ہاں بھی ہر سانس میں پاسِ انفاس (دم بحال رکھنے) اور اسمِ ذات کے ذکر کی شدید تلقین ملتی ہے، جسے آپ نے "نفیِ انانیت" اور "محویتِ نوری" کا ذریعہ قرار دیا۔ اپنے ایک عقیدت مند حافظ سید احمد شاہ قادری کو بواسطہ مکتوب ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:

> "جس کو خدا اور رسول ﷺ سے حد درجہ کی غالب محبت ہو گئی ہو، اُس صاحب کو مزید ترقی کے لئے اسم اعظم یعنی اللہ، اللہ، اللہ، ھو اللہ جتنا ہو سکے اپنے ذکر میں شامل کرے اور اسکی کثرت کرے۔"[3]

خواجہ صاحب کی نظر میں کثرتِ ذکر الٰہی وہ مجرب و اکسیر نسخہ و وظیفہ ہے جو کسی بھی طالب حق کیلئے انتہائی ضروری ہے۔

2: طریقہ و شرائطِ مراقبہ

اللہ رب العزت کا قرب پانے کے اسباب میں سے مراقبہ بھی حد درجہ کی اہمیت رکھتا ہے جو سالکین کا ہمیشہ طریقہ و معمول رہا ہے۔ اسی حوالہ سے اعلیٰ حضرت حافظ غلام نبی للہی نے اپنے خلیفہ غلام مرتضیٰ بیربلوی کو ایک مکتوب میں نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> بغیر کثرتِ ذکر کے نسبت قرار نہیں پکڑتی، مقررہ شرائط کے ساتھ اعتکاف، ذکر، فکر اور مراقبات کی کثرت کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہیں۔ تھوڑی بات، تھوڑی نیند اور تھوڑا کھانا خدا کے دوستوں کا معمول ہے۔[4]

غلام نبی للّٰہی سمیت سبھی مشائخ نے اس امر کو واضح کیا ہے کہ مراقبہ اور ذکرِ خفی سے دل کی غفلت دور ہوتی ہے اور سالک کو دائمی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

مبحثِ دوم: تزکیۂ نفس اور اخلاقی امراض کا قلع قمع

اللہ رب العزت نے تزکیہ نفس اختیار کرنے کا حکم قرآن کریم میں متعدد مقام پر دیا اور دل کے امراض مثلاً حسد، تکبر، خود پسندی، حبِ جاہ اور ریاکاری کا بنیادی سبب تزکیہ نفس کا نہ ہونا ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا[5]

یقیناً جس نے اس (نفس) کو پاک کر لیا وہ کامیاب ہو گیا۔

اس آیت کریمہ کی تشریح میں آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو اس دعا کی تلقین فرمائی:

«اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَدَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا[6]»

> ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، عاجزی و مجبوری اور بے بسی سے، کاہلی سے، بخیلی و کنجوسی سے، بزدلی و کم ہمتی سے، بڑھاپے سے، قبر کے عذاب سے، اللہ! تو میرے نفس کو تقویٰ عطا کر، اسے (برائیوں سے) پاک کر دے، تو ہی بہترین پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا مالک اور سرپرست ہے، اے اللہ! میں ایسے دل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس میں تیرا ڈر نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر اب نہ ہو، ایسے علم سے جو نفع بخش اور مفید نہ ہو، اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو سکے۔“

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں جہاں نبی کریم ﷺ نے کئی مختلف دعائیں کیں وہیں پر بطور خاص نفس کے تزکیہ اور حصول تقوی کیلئے بھی باہتمام دعا کی۔ مشائخ برصغیر نے بھی بطور خاص مکتوبات کے ذریعے تزکیہ نفس اور اخلاقی امراض کی تعلیم دی اور ان باطنی امراض کا نفسیاتی علاج بھی تجویز فرمایا۔ مشائخِ برصغیر کا نظامِ تزکیۂ نفس پانچ اہم امور پر مشتمل ہے:

- توبہ و انابت
- مذمت دنیا
- صبر و شکر
- تسلیم و رضا
- اخلاق حسنہ کا فروغ۔

1: توبہ وانابت

بندہ جب گناہوں سے نادم ہو کر بارگاہِ الٰہی میں رجوع کرتا ہے تو تزکیے کی پہلی سیڑھی طے ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر توبہ کا حکم ارشاد فرمایا۔ سورہ تحریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا[7]

اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں سچی اور خالص توبہ کرو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے توبہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ۔[8]

گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

اللہ رب العزت اور اسکے پیارے رسول ﷺ کے متعدد فرامین میں توبہ کی اہمیت اور گناہوں سے دوری کے احکامات ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ مختلف مشائخ نے توبہ کی تعریف اپنے مفہوم کے اعتبار سے کی ہے چنانچہ امام ابو القاسم قشیری علیہ الرحمہ اپنے رسالہ میں توبہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> عربی زبان میں توبہ کے حقیقی معنی رجوع کرنے کے ہیں چنانچہ جب کوئی شخص کسی بات سے رجوع کرتا ہے تو کہتے ہیں "تاب" لہذا توبہ سے مراد شریعت میں جو کچھ مذموم ہے، اس سے لوٹ کر قابلِ تعریف شئے کی طرف آجانا۔[9]

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں توبہ کی تعریف اور اس کے درجات کے بارے میں فرماتے ہیں:

> "توبہ راسہ مقام است: یکی توبہ، و دیگر انابت و سدیگر اَوبت۔۔۔ واوبت رجوع از خود بہ خداوند تعالیٰ"[10]
>
> توبہ کے تین مقام ہیں۔ ایک توبہ، دوسری انابت اور تیسری اوابت۔ طاعت کے ساتھ کبائر سے رجوع کا نام توبہ ہے۔ محبت سے صغائر سے رجوع کا نام انابت ہے اور از خود اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنے کا نام اوابت ہے۔

مشائخ برصغیر نے اپنے متعلقین کو ہمیشہ بالمشافہ و مکتوبات کے ذریعے توبہ و استغفار کی تلقین کی ہے اس حوالہ سے خواجہ عبدالرحمن چھوہروی نے اپنے ایک مرید حضرت محمد شاہ تارہ زو کو ایک مکتوب کے ذریعے توبہ کی تلقین کے ساتھ ساتھ اس دعا کی تلقین کی:

> «ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔اعني جميع المؤمنين والمؤمنات واستطع لنا لجميع احبابنا رضاء برضائك في الدارين۔ اللهم بحرمت سيد المرسلين»[11]
>
> "اے ہمارے رب، ہم سے قبول فرما، کیونکہ تو سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ تمام مومن مردوں اور عورتوں کی مدد فرما، اور ہمیں اور ہمارے تمام پیاروں کو دونوں جہانوں میں اپنی رضا کے ساتھ راضی فرما، اے اللہ، رسولوں کے مالک کی حرمت سے۔"

خواجہ عبدالرحمن چھوہروی نے اپنے اس مکتوب میں توبہ و انابت کی تلقین کے ساتھ ساتھ مسنون دعا کے اہتمام کی بھی ہدایت فرمائی جو کہ ہمیشہ مشائخ کا طریقہ تبلیغ رہا ہے۔

2: مذمتِ دنیا و فکرِ آخرت

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر دنیا کی مذمت اور فکر آخرت کی تلقین ارشاد فرمائی چنانچہ ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔[12]

اور دنیا کی زندگی محض کھیل کود ہے اور بیشک آخرت والا گھر ڈرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے دنیا کی مذمت اور آخرت کی اہمیت کو بیان فرمایا۔ اس حوالہ سے حدیث پاک ملاحظہ ہو:

«عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنْ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ۔[13]»

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جس کا مقصود زندگی آخرت ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں استغناء و بے نیازی پیدا کر دیتا ہے، اور اسے دل جمعی عطا کرتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جس کا مقصود طلب دنیا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے رکھ دیتا ہے اور اس کی جمع خاطر کو پریشان کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس اتنی ہی آتی ہے جو اس کے لیے مقدر ہے۔

اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے فرامین کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کے متقی افراد نے اسی کی تعلیم ارشاد فرمائی، چنانچہ اس حوالہ سے مشائخ برصغیر میں مفتی مظہر اللہ دہلوی نے اپنے ایک مکتوب میں اپنے مرید بشیر احمد کو تحریر کرتے ہوئے فرمایا: "تجارت کے ایام ہمیشہ یکساں نہیں رہتے کبھی چلتی ہے کبھی مندہ، ہاں آخرت کی تجارت کی ہمیشہ چلتی ہے، انسان کی اس طرف توجہ ہونا لازمی ہے، یہی تجارت دنیوی تجارت میں بھی ترقی کا باعث ہوتی ہے، لہذا اس میں کوشش کریں۔"[14] مفتی صاحب نے اپنے ایک مرید حاجی محمد حنیف کو آخرت کی طرف توجہ دیتے ہوئے ایک مکتوب میں ان الفاظ میں تلقین کی:

"یہ زمانہ کاشت کا ہے جو کچھ کاشت کروگے اس کا پھل آئندہ پاؤ گے تو حتی الامکان ہم کو آخرت کے لئے کھیتی میں مشغول رہنا چاہیے، وہ رب تعالیٰ اس کے صلہ میں اپنا دیدار اور جنت الفردوس عطا فرمائے۔"[15]

مذکورہ بالا نصائح سے دنیا کی مذمت اور فکر آخرت کی طرف بھرپور توجہ دلائی گئی ہے۔

3: صبر و شکر

مصائب پر صبر اور نعمتوں پر شکر کو سالک کی ترقی کا زینہ قرار دیا گیا۔ اور اسی کے اختیار کرنے کا حکم اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ[16]

اور صبر کرو، بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

سورہ ابراہیم میں شکر کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔[17]

اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔[18]

سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔

رب تعالیٰ کے احکامات کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے قول و عمل سے صبر و شکر کی تلقین فرمائی چنانچہ

حدیث مبارکہ ہے:

«عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كانَ يقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّي تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ : لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يا رَسُوْلَ اللهِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَك مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِك وَمَا تَأَخَّرَ؟قَالَ : أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكوْنَ عَبْدًا شَكوْرًا۔[19]»

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ رات کے وقت اس قدر قیام فرمایا کرتے کہ دونوں قدم مبارک پھٹ جاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! آپ ایساکیوں کرتے ہیں جبکہ آپ کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیامجھے یہ پسند نہیں کہ میں شکر گزار بندہ بنوں؟

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ:

«عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِك قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : إِنَّ اللهَ لَيرْضَي عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يأْكلَ الْأَكلَةَفَيحْمَدَهُ عَلَيْهَا أَوْ يشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيحْمَدَهُ عَلَيْهَا۔[20]»

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات سے (بھی) راضی ہوتا ہے کہ بندہ کھانا کھاکر اس کا شکر ادا کرے یا پانی پی کر اس کا شکر ادا کرے۔"

فرامین نبوی ﷺ کی تعلیمات کے نور سے مشائخ برصغیر نے بھی بالمشافہ اور مکتوبات کے ذریعے متعلقین و محبین کو صبر و شکر کی تلقین کی۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت غلام نبی للہی نے اپنے ایک مرید دوست محمد کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے ایک مکتوب میں فرمایا:

"ایذاء رسانی سے دل میں تنگی و خفت پیدا نہ کریں کیونکہ دنیوی مصائب و حوادث پر تحمل و صبر، بلاؤں کو دور کرنے اور باطن کی نورانیت کا موجب بنتے ہیں۔ اللہ تعالی کے اس قرآنی فرمان پر نظر رکھیں: ما اصاب من مصیبتہ الا باذن اللہ و من یومن باللہ یہد قلبہ اور فرمان باری کو یاد رکھیں۔"[21]

اس کے علاوہ مفتی مظہر اللہ دہلوی نے بھی اپنے ایک مرید اسلام الدین کو ایک مکتوب کے ذریعے ان الفاظ سے صبر و شکر کی تلقین کی کہ مولیٰ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیں، اسی سے اطمینان قلب میسر آتا ہے، ارزانی اور گرانی کی حکمتوں کو وہی بہتر جانتا ہے، اس کے فرائض سے غفلت نہ چاہئے، مسلمان کے لئے ارزانی پہنچے اور اس پر وہ شکر کرے یہ بھی نعمتوں کا سرمایہ ہے، گرانی یا کوئی رنج پہنچے اور وہ صبر کرے یہ تو نہایت درجہ حصول منفعت کا سبب ہے۔"[22] مذکورہ بالا نصائح سے بندہ مومن کو صبر و شکر کی طرف بھرپور توجہ دلائی گئی ہے۔

4: تسلیم و رضا

تسلیم و رضا کا مطلب ہے کہ انسان اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دے اور اس کی تقدیر پر دل سے راضی رہے۔ اور اسی بات کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اہل ایمان کو دیا۔ تسلیم و رضا کے مفہوم کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ کچھ اسے طریقت کے احوال میں سے جانتے ہیں اور کچھ طریقت کے ایک مقام سے تعبیر کرتے ہیں، جو مقام توکل کی آخری منزل ہے۔ حضرت سید علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں تسلیم و رضا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کی دو صورتیں ہیں:

- یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہو جائے۔
- یہ کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جائے۔

لیکن اللہ کے راضی ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ بندے کو ثواب، نعمت اور کرامت عطا فرمائے اور بندے کے راضی ہونے

کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کے احکامات پر عمل کرے اور اللہ کے معاملات میں چوں وچرا نہ کرے۔[23] خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی اپنے رسالہ صد میدان میں تسلیم ورضا کو چوبیسواں میدان بتاتے ہیں اور اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"رضا خوشنودی وپسند کاریست وآن سہ چیز ست۔۔۔ وبمولائی خویش بجائی ہر چہ جز ازویست راضی باشي"[24]

رضا اللہ کی خوشنودی اور پسندیدگی ہے اور وہ تین چیزوں سے عبارت ہے۔ا۔دین الٰہی جس طرح اللہ نے اتارا ،تم اس پر راضی ہو جاؤ۔ب۔تقدیر اور روزی جس طرح اس نے تمہارے اور دوسروں کے لئے مقرر فرمائی ہے تم اس کے ساتھ راضی ہو جاؤ۔ج۔ماسوا کے بجائے تم اپنے مولا تعالی کے ساتھ راضی ہو جاؤ۔

اس حوالہ سے فرمان باری تعالی ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔[25]

تو اے حبیب ﷺ! تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے کوئی رکاوٹ نہ پائیں اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔

سورہ بینہ میں رب تعالی نے تسلیم ورضا کے متعلق ارشاد فرمایا:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ[26]

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ (اجر) اس شخص کے لیے ہے جو اپنے ربّ سے ڈرتا رہا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے متقی وپارسا افراد جو کہ تسلیم ورضا کے پیکر ہیں کو اپنی رضا کا مژدہ عطا فرمایا جس سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔مشائخ برصغیر از خود تسلیم ورضا کے پیکر رہے اور اسی کی تعلیم اپنے متعلقین کو فرماتے رہے۔مفتی مظہر اللہ دہلوی اپنے ایک مرید اختر حسین کو تسلیم ورضا کی تاکید کرتے ہوئے لکھا:

"جب تک خالص اس کی جانب توجہ نہ کریں گے اور اس کے ہر فعل پر راضی نہ ہوں گے، اطمینان قلب میسر نہیں آسکتا، مولی تعالیٰ کا ذکر ہی اطمینان قلب کا باعث ہے۔"[27]

اعلی حضرت غلام نبی للہی اپنے ایک مرید مولوی غلام حسن کو تسلیم ورضا کی تلقین کرتے ہوئے ایک مکتوب میں یوں رقمطراز ہوئے:

"عزیزم! آپ کے دو مکتوب موصول ہوئے، ایک میں بیٹا نہ ہونے کی شکایت کی اور دوسرے میں خشک سالی اور درویشوں کی تنگی کا افسوس درج کیا۔ اے عزیز! ان دونوں کا تعلق اللہ تعالی کی ارادت سے ہے۔ کسی دوسرے کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ حق سبحانہ کے کاموں کو نگاہ میں رکھنا چاہیے اور اس کے فیصلوں پر رضا مند رہنا چاہئے"۔[28]

مذکورہ بالا مکاتیب میں جس طرح دو مشائخ نے اپنے مریدین کو تسلیم ورضا کی تلقین کی ایسے ہی تمام مشائخ برصغیر کا ہمیشہ وطیرہ رہا ہے۔

5: اخلاقِ حسنہ کا فروغ

تزکیہ نفس کے لئے اخلاق حسنہ کا پیکر ہونا لازم وضروری ہے۔اخلاق حسنہ کے بغیر تصوف وسلوک کی منازل قطعاً طے نہیں ہوسکتیں۔اس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔[29]

اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔

سورہ لقمان میں اللہ رب العزت نے حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو کی جانے والی وصیت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ[30]

اور لوگوں سے بات کرتے وقت اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر اور زمین میں اکڑتے ہوئے نہ چل، بیشک اللہ کو ہر اکڑنے والا، تکبر کرنے والا ناپسند ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں اللہ رب العزت نے اخلاق حسنہ کو اپنے کردار کا حصہ بنانے کا حکم ارشاد فرمایا جو کہ تقویٰ کے حصول کیلئے لازم وضروری ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے اخلاق حسنہ کی ترغیب ارشاد فرمائی اور اس کے حاملین کے اجر وثواب کو بیان فرمایا:

«عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ۔[31]»

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مومن اپنی خوش اخلاقی سے روزے دار اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔

حضور ﷺ کے اس فرمان اور دیگر کثیر فرامین کی روشنی میں تصوف وسلوک اور تقویٰ کے حصول کیلئے اخلاق حسنہ کا پیکر ہونا ضروری ہے۔ قرآن وحدیث کی ہدایات کے ساتھ ساتھ امت محمدیہ کے صالحین اور مشائخ برصغیر نے بھی اپنے مکتوبات کے ذریعے تصوف وسلوک کی منازل طے کرنے کیلئے حسن اخلاق کو اپنانے کی بھرپور ترغیب دی ہے اس حوالہ سے شاہ غلام علی دہلوی کے مکتوبات میں غیبت، چغلی، کبر اور عیب جوئی کو حرام قرار دیتے ہوئے حلم، تواضع، نرم گفتاری اور حقوق العباد کی معافی کو اخلاقِ حسنہ کا جوہر بتایا گیا ہے۔ آپ نے اپنے ایک مرید شیخ غلام مرتضی کو بواسطہ مکتوب تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

«زبان از لایعنی ولغو وغیبت وسخن چینی وعیب بینی پاک می باید۔ استغفار برای خود ومسلمانان وبرای کسی کہ حق او ثابت است یا بطعن ولعن وغیبت وبد گوئی مؤاخذہ او ثابت شدہ لازم است وانعفال از گذشتہ وحسرت از آیندہ نقد وقت باشد[32]»

زبان ہمیشہ بے ہودگی، لغو، غیبت، چغلی اور عیب جوئی سے پاک ہونی چاہیے۔ اپنے اور مسلمانوں کے لئے اور جس کا حق ثابت ہو یا جس پر طعن ولعن، غیبت اور بد گوئی کا مواخذہ ثابت ہو، ان سب کے لئے بخشش مانگنا ضروری ہے۔ گذشتہ سے شرمندہ ہونا اور آئندہ پر افسوس کرنا شاملِ حال ہونا چاہیے۔

مکتوب کے اس اقتباس میں بد اخلاقی کے کثیر امور کا ذکر کرکے ان سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے اور ایسے امور کے سرزد ہو جانے کی صورت میں شرمندگی وتوبہ کی طرف رجوع کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ پیر سید مہر علی شاہ نے بھی بواسطہ مکتوبات اپنے متعلقین کو حسن اخلاق کے اپنانے کی ترغیب ارشاد فرمائی اور بد اخلاقی وبد گمانی جیسے رذائل سے اجتناب کی تعلیم فرمائی۔ پیر صاحب اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"قرآنی احکامات کی روشنی میں ہدایت کی گئی ہے کہ مسلمان کو دوسروں کے متعلق بدگمانی کرنے اور ان کے پوشیدہ حالات یا عیوب کی ٹٹول (تجسس) میں پڑنے سے سختی سے بچنا چاہیے"۔[33]

مذکورہ بالا ہدایات سے بخوبی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ مشائخ برصغیر نے بواسطہ مکتوبات حسن اخلاق کے اپنانے کی اپنے

مریدین کو بھرپور ترغیب دی ہے۔

مبحثِ سوم: منہجِ احسان اور اتباعِ شریعت کی بالادستی

مشائخِ برصغیر نے اپنی تعلیمات میں منہجِ احسان پر بہت زور دیا ہے، احسان کسے کہتے ہیں؟ اس کا مفہوم سمجھنا ہو تو حدیث جبریل کی طرف رخ کرنا چاہئے کہ جب ملک الملائکہ نے حضور ﷺ سے احسان کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ، فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔[34]»

اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہ دیکھ رہے ہو تو وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں احسان کا اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ انسان کا ایمان اور دھیان اس حد تک کامل ہو جائے کہ عبادت کے دوران اسے اللہ تعالیٰ کے قرب اور جلوے کا ایسا احساس ہو جیسے وہ باری تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ اعلیٰ کیفیت حاصل نہ ہو، تو کم از کم یہ مضبوط یقین اور شعور ہر وقت غالب رہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر لمحہ دیکھ رہا ہے اور میری ہر سوچ و عمل سے واقف ہے۔ احسان کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ بندہ عبادات میں کامل اخلاص، حضورِ قلب اور طہارتِ باطن کو ملحوظ خاطر رکھے۔ اسی کیفیت کو اختیار کرنے کی تعلیم ہمارے اسلاف اور بالخصوص مشائخ برصغیر نے اپنے مکتوبات میں دی ہے۔ مشائخ برصغیر (بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ و قادریہ) کے مکتوبات کا طرۂ امتیاز منہجِ احسان کی ترغیب اور شریعت طریقت کا غیر متزلزل اتحاد ہے۔ شریعتِ مطہرہ (اصل بنیاد) ہے جب کہ طریقت و سلوک (طریقہ یا عمل) اور منہجِ احسان (ثمرہ یا روح) ہے۔ تمام مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شریعت کے بغیر طریقت کا دعویٰ باطل اور گمراہی ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور منہجِ احسان و شریعت و طریقت

آپ فرماتے ہیں کہ شریعت کے عام معنی میں اعتقاد، عمل اور اخلاق سب شامل ہیں؛ جو حصہ مالی و جسمانی عبادات سے متعلق ہے وہ فقہ ہے، جو اخلاق و آداب سے متعلق ہے وہ طریقت ہے، اور جو اخلاص و مشاہدہ سے متعلق ہے وہ حقیقت ہے۔ ایک مرتبہ آپ سے ایک مرید امام شاہ نے شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی بابت سوال کیا تو آپ نے جوابی مکتوب میں ان تمام سوالات کے جوابات دیتے ہوئے فرمایا:

> "لفظ شریعت دو معنی دارد عام و خاص۔ معنی اول ماجاء عن رسول اللہ ﷺ فی امور دین من اعتقاد و عمل و خلق و حال و نیتہ۔۔۔ و بہمین اسماء مسمیٰ نمودہ اند"[35]
>
> لفظ شریعت کے عام اور خاص دو معنی ہیں، ۱-عام معنی تو یہ ہیں کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے امور دین میں اعتقاد، عمل، خلق، حال، نیت، عزیمت اور امر و نہی کے متعلق فرمایا وہ شریعت ہے۔ ۲-دوسرے معنی کا تعلق اعضاء سے کی جانے والی عبادت ہے چاہے وہ مالی ہو یا جسمانی، شریعت کہلاتی ہے۔ اسی معنی کو طریقت کا مقابل کہتے ہیں۔

پس جس چیز کا تعلق اخلاق، نیتوں اور عبادات کے آداب سے ہو وہ طریقت کہلاتی ہے۔ جس چیز کا تعلق اخلاص، عین الیقین اور تحصیل مشاہدہ اور استغراق سے ہو وہ حقیقت کہلاتی ہے۔ جس چیز کا تعلق اعتقادات کے رموز کے مکاشفہ سے اور توحید کی کیفیت، وسعت، قربت، محبت، ولا کے اسرار، ولایت اور اولیاء کے درجات سے ہو اسے معرفت کہتے ہیں۔ مذکورہ امور سب شریعت کے معنی میں شامل ہیں۔ گویا کہ شاہ صاحب کی نظر میں ان امور کو اختیار کرنے کا نام احسان، شریعت، طریقت اور حقیقت ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی اور منہجِ احسان و شریعت و طریقت

امام احمد رضا خان نے منہجِ احسان کو اپنانے کی بہت تاکید کی اور ساتھ میں شریعت و طریقت کی حقیقت کو خوب واضح کیا۔

آپ کا واضح نظریہ تھا کہ شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی خادمہ۔ آپ نے مکتوبات میں سخت تاکید فرمائی کہ جو صوفی یا پیر شریعتِ مطہرہ کا پابند نہیں، وہ گمراہ ہے۔ اس کا ظاہری اثر یہ ہوا کہ آپ سے وابستہ صوفیاء اور مریدین محض روایتی درویش بننے کے بجائے شریعت، سنتِ نبوی اور فقہی احکام کے سخت پابند بنے۔ آپ نے واضح طور پر تحریر فرمایا کہ جو شخص فرائضِ شریعت (مثلاً پنجگانہ نماز) کو ترک کر کے صوفیانہ وظائف میں مشغول ہوتا ہے، وہ سخت گمراہی میں ہے۔ مولوی سید محمد میاں کو مکتوب لکھتے ہوئے بدعتی امور سے اجتناب اور شرعی امور کی پاسداری کا حکم ارشاد فرمایا، اس مکتوب میں آپ نے لکھا:

"واضح ہو کہ قبروں کے سجدہ کرنے والے اور اہل قبور سے منت ماننے والے اور فِرَقِ باطلہ مثلاً خوارج و جبریہ و قدریہ اور وہ ان پڑھ جو کہ کتاب و سنت سے نہ بلد اور ناواقف ہیں اور پھر وہ ترک تقلید بھی کرتے ہوں تو یہ سارے لوگ اہل بدعت ہیں، ان کی صحبت سے بچنا چاہیے الغرض یہ کہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کا اجماع ہو چکا ہے ان حضرات کے خلاف عقیدہ رکھنا بدعت ہے کہ روایات کے اندر آتا ہے ترجمہ جس شخص نے ایسی بات نکالی اپنی طرف سے دین میں جو کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے وہ رد ہے ایک اور جگہ پر فرمایا کل بدعۃ ضلالۃ یعنی بدعت گمراہی کا راستہ ہے۔"[36]

اس اقتباس کی نظر میں یہ امام احمد رضا خان کا نظریہ واضح ہوتا ہے کہ آپ کی نظر میں کبھی بھی شریعت اور طریقت کو جدا جدا تسلیم کرتے ہوئے اہل بدع کے امور اختیار کرنا قطعاً جائز نہیں ہیں۔

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی منہج احسان اور شریعت و طریقت

آپ نے اپنے مکتوبات میں ہمیشہ شریعت، طریقت اور حقیقت کے تعلق کو واضح فرمایا۔ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

طریقت، شریعت کے خلاف نہیں۔ شریعت، اللہ و رسول ﷺ کی ہدایت و ارشاد ہے جب کہ طریقت اس پر چلنے کو کہتے ہیں۔ بیعت کرنے کے قابل وہ شخص ہوتا ہے جو ضروری علم دین کے علاوہ ان اوصاف کا حامل ہو مثلاً متقی ہو، کبائر گناہ سے بچنے والا ہو صغیرہ گناہ پر مصر نہ ہو، زاہد، عابد اور اذکار میں مشغول اور مداومت رکھنے والا ہو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تعلیم دینے والا، ذو فہم ہو، مستقل رائے رکھنے والا ہو، اپنے شیخ کی صحبت سے فیض یافتہ ہو۔[37]

پیر صاحب کے اس مکتوب سے بخوبی شریعت و طریقت کی حدود اور تصوف و بیعت کی تعلیمات کا نہ صرف بخوبی اظہار ہوتا ہے بلکہ ترویج شریعت کی تلقین کا بھی التزم موجود ہے۔

مبحثِ چہارم: منتخب مشائخ کے مکتوبات کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

تربیتی و اخلاقی منہج کے نمایاں پہلو	اہم مکتوباتی مجموعہ	عہدی تعیین	شیخ / مکتوب نگار
اتباعِ سنت، ردِ بدعت، خلوت میں ذکرِ قلبی، اور بین الاقوامی سطح پر نقشبندی سلوک کی اشاعت۔	مکاتیبِ شریفہ	1240ھ	شاہ غلام علی دہلوی
علمِ حدیث و فقہ کی ترویج، شریعت و طریقت کی تطبیق، اور فتنوں کا قلمی دفاع۔	مکتوباتِ شاہ عبد العزیز	1239ھ	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
علوم دینیہ کی اشاعت، شریعت و طریقت کا یکساں امتزاج، خیر خواہی امت۔	مکتوبات اعلی حضرت للہی مکتوباتِ امام احمد رضا	1306ھ 1340ھ	مولانا حافظ غلام نبی للہی امام احمد رضا خان بریلوی

عشقِ رسول ﷺ کو روحِ تصوف بنانا، حقوق العباد کی معافی، اور فقہی و باطنی رہنمائی۔			
کثرتِ درود شریف (صلوات الرسول)، پاسِ انفاس، توکل، اور خاندانی و سماجی اصلاح۔	مکتوباتِ رحمانیہ	1342ھ	خواجہ عبد الرحمن چھوہروی
عقیدۂ ختمِ نبوت کا دفاع، ردِ قادیانیت، وحدت الوجود کی شرعی تفہیم، اور اخلاصِ عمل۔	المکتوبات الطیبات	1356ھ	پیر سید مہر علی شاہ
امانت و دیانت، صلہ رحمی، معاشی قناعت، اور تقسیمِ ہند کے موقع پر باطنی و نفسیاتی ثبات۔	مکاتیبِ مظہری	1386ھ	مفتی مظہر اللہ دہلوی

نتائجِ تحقیق

تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری کے منتخب مکتوبات کے گہرے تجزیاتی مطالعے سے درج ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

1. ذرائع ابلاغ کے طور پر مکتوبات کی افادیت: برصغیر کے مشائخ نے مکتوبات کو صرف ایک رسمی پیغام رسانی کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ اسے روح کی بیداری، تزکیۂ نفس اور نفسیاتی معالجے کے ایک طاقتور آلے کے طور پر استعمال کیا۔
2. شریعت اور طریقت کی ہم آہنگی: تمام منتخب مشائخِ برصغیر کے مکتوبات میں شریعتِ مطہرہ اور اتباعِ سنت کو تصوف کی بنیاد قرار دیا گیا ہے؛ بغیر شریعت کے کسی باطنی مقام یا کشف کا دعویٰ باطل تسلیم کیا گیا۔
3. باطنی امراض کا شفاخانہ: مکتوبات کے متون سے ثابت ہوتا ہے کہ مشائخ نے سالکین کی انفرادی اور اخلاقی بیماریوں (کبر، حسد، ریا، حبِ دنیا) کی درست تشخیص کی اور ذکرِ قلبی، پاسِ انفاس، توبہ اور تسلیم و رضا کے ذریعے ان کا علاج فرمایا۔
4. عشقِ رسول ﷺ بطورِ محورِ احسان: چودھویں صدی کے مکاتیب (بالخصوص امام احمد رضا، خواجہ چھوہروی اور پیر مہر علی شاہ) میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور کثرتِ درود و سلام کو تزکیۂ نفس اور معرفتِ الٰہی کا اصل جوہر قرار دیا گیا۔
5. اجتماعی و اخلاقی خدمات: ان مکتوبات نے محض فرد کی باطنی اصلاح ہی نہیں کی بلکہ خاندانی نظام کی مضبوطی، صلہ رحمی، حقوق العباد کی ادائیگی اور استعماری دور کے نفسیاتی بحرانوں میں امت کو ثبات فراہم کیا۔

تجاویز و سفارشات

1. برصغیر کی مختلف خانقاہوں اور مخطوطات کے ذخیروں میں موجود غیر مطبوعہ مکتوبات کی علمی و تحقیقی تدوین کر کے انہیں شائع کیا جائے۔
2. مکتوباتِ مشائخِ برصغیر کا ایک باقاعدہ انڈیکس اور ڈیجیٹل ڈیٹا بیس قائم کیا جائے تاکہ عالمی سطح پر محققین استفادہ کر سکیں۔
3. جدید نفسیات سے ربط: مکتوباتِ مشائخ میں بیان کردہ تزکیۂ نفس اور روحانی علاج کے مناہج کا جدید نفسیات اور اسپر چوئل ہیلنگ کے ساتھ موازنہ کر کے تحقیقی مقالات لکھوائے جائیں۔

References

[1] al-Qur'ān, 27, 28.

[2] Dihlawī, Shāh Ghulām ʿAlī, *Makātīb-i Sharīfah*, tarjumah wa takhrīj Muḥammad Nadhīr Rānjhā (Mianwali: Khānqāh Sirājiyyah Naqshbandiyyah Mujaddidiyyah, 1430 AH/2009), 173.
[3] Tanawulī, Ṭāhir Ḥamīd, *Maktūbāt-i Raḥmāniyyah*, (Lahore: Institute of Research and Development, March 2006), 60.
[4] Lillahī, Ghulām Nabī, *Maktūbāt-i Aʿlā Ḥaḍrat Lillahī*, tarjumah Professor ʿAbd al-Rasūl Lillahī (Lahore: Zāwiyah Publishers, 2015), 248.
[5] al-Qur'ān, 91, 9.
[6] al-Nasāʾī, Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb, *Sunan al-Nasāʾī*, (Aleppo: Maktabat al-Maṭbūʿāt al-Islāmiyyah, 1986), 8: 261, ḥadīth 5460.
[7] al-Qur'ān, 66, 8.
[8] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah*, (Egypt: Dār Iḥyāʾ al-Kitāb al-ʿArabī, n.d.), 2: 1419, ḥadīth 4250.
[9] al-Qushayrī, Abū al-Qāsim ʿAbd al-Karīm, *Risālah Qushayriyyah*, tarjumah Dr. Pīr Muḥammad Ḥasan (Islamabad: Idārah-yi Taḥqīqāt-i Islāmī, 1390 AH), 154.
[10] al-Hujwīrī, Sayyid ʿAlī ibn ʿUthmān, *Kashf al-Maḥjūb*, tarjumah Ghulām Muʿīn al-Dīn Naʿīmī (Lahore: Gohar Publications, n.d.), 462.
[11] Tanawulī, Ṭāhir Ḥamīd, *Maktūbāt-i Raḥmāniyyah*, 138.
[12] al-Qur'ān, 6, 32.
[13] al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, *Sunan al-Tirmidhī*, (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998), ḥadīth 2465.
[14] Dihlawī, Muftī Maẓhar Allāh, *Makātīb-i Maẓharī*, murattib Professor Masʿūd Aḥmad (Karachi: Madīnah Publishing Company, 1389 AH/1969), 63.
[15] Dihlawī, Muftī Maẓhar Allāh, *Makātīb-i Maẓharī*, 63.
[16] al-Qur'ān, 8, 46.
[17] al-Qur'ān, 14, 7.
[18] al-Qur'ān, 2, 152.
[19] al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, (Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH), ḥadīth 4837.
[20] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.), ḥadīth 2734.
[21] Lillahī, Ghulām Nabī, *Maktūbāt-i Aʿlā Ḥaḍrat Lillahī*, 89.
[22] Dihlawī, Muftī Maẓhar Allāh, *Makātīb-i Maẓharī*, 58.
[23] al-Hujwīrī, Sayyid ʿAlī ibn ʿUthmān, *Kashf al-Maḥjūb*, 284.
[24] al-Harawī, Khwājah ʿAbd Allāh Anṣārī, *Ṣad Maydān*, (Lahore: Islamic Book Foundation, 1977), 58.
[25] al-Qur'ān, 4, 65.
[26] al-Qur'ān, 98, 8.
[27] Dihlawī, Muftī Maẓhar Allāh, *Makātīb-i Maẓharī*, 58.
[28] Lillahī, Ghulām Nabī, *Maktūbāt-i Aʿlā Ḥaḍrat Lillahī*, 198.
[29] al-Qur'ān, 2, 83.
[30] al-Qur'ān, 31, 18.
[31] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, *Sunan Abī Dāwūd*, (Beirut/Sidon: al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, n.d.), 4: 252, ḥadīth 4798.
[32] Dihlawī, Shāh Ghulām ʿAlī, *Makātīb-i Sharīfah*, 222.
[33] Shāh, Pīr Mihr ʿAlī, *al-Futūḥāt al-Ṣamadiyyah al-Mulaqqab bi-al-Fuyūḍāt al-Shamsiyyah (Maktūbāt-i Ṭayyibāt)*, (Golra, Islamabad: Maktabah Mihriyyah Muʿīniyyah, September 2017), 169.
[34] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 4: 2095, ḥadīth 97.
[35] Dihlawī, Shāh ʿAbd al-ʿAzīz Muḥaddith, *Faḍāʾil-i Ṣaḥābah wa Ahl-i Bayt maʿa Maktūbāt-i Shāh ʿAbd al-ʿAzīz wa Shāh Rafīʿ al-Dīn*, (Karachi: Pak Academy, 1965), 291.
[36] Aḥmad Riḍā Khān, *Kulliyyāt-i Makātīb-i Riḍā*, murattib Dr. Shams al-Miṣbāḥī (Lahore: Maktabah Baḥr al-ʿUlūm, 2005), 60.
[37] Shāh, Pīr Mihr ʿAlī, *al-Futūḥāt al-Ṣamadiyyah al-Mulaqqab bi-al-Fuyūḍāt al-Shamsiyyah (Maktūbāt-i Ṭayyibāt)*, 142.